271-1-1

# رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

| فتوی نمبر / رجسٹر نمبر | تاریخ نقل فتاوی | نام و پتہ مستفتی | مضمون سوال وجواب | تبویب | عنوان |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ / ۲۷۱ | ۳/۳ / ۱۴۱۸ھ | محمد اکرم ابراہیم حیدری ملازمان نیوی | کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بحری جہاز کیلئے مسافت قصر کا تعین میلوں / کلومیٹر میں کیا ہے؟ عام طور پر تین دن رات کشتی کے سفر کا سنا جاتا ہے مگر اس کا تعین اسلئے مشکل ہورہا ہے کہ کیا وقفہ کا اعتبار ہے یا مسلسل چلنے کا اعتبار ہوگا اور اول صورت میں کتنا وقفہ نکالا جائیگا<br>اس کے بارے میں ہمارے یہاں کافی پریشانی ہورہی ہے، نماز کا مسئلہ ہے آپ اسکے بارے میں غور وخوض کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں جواب عنایت فرمائیں۔<br>بڑی مہربانی ہوگی، | | میلوں اور کلومیٹر کے اعتبار سے بحری مسافت سفر کی تقیید وتعیین |
| | ۹/ ۹۷ء | | | | |

# رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

| عنوان | تبویب | صـ۲ مضمون سوال وجواب | نام وپتہ مستفتی | تاریخ نقل فتاوی | نمبر شمار |
|---|---|---|---|---|---|

الجواب ۸۶

مؤرخہ ۲۲۔ ذی الحجۃ ۱۴۱۷ھ بروز بدھ کو دارالافتاء دارالعلوم کراچی میں دارالافتاء کے رفقاء نے بحری سفر میں مسافتِ قصر کی مقدار کے بارے میں لکھے گئے مدلل اور تحقیقی فتاوی پر اجتماعی غور کیا، اس بارے میں جو بات واضح اور منقح ہوکر سامنے آئی اور جس پر تمام رفقاء متفق ہوئے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حنفی مذہب میں متقدمین کا مسلک یہ ہے کہ سفر چاہے بر کا ہو یا جبال کا یا بحر کا اس میں مسافر تین دن تک آرام کرتے ہوئے صبح سے لیکر زوال تک جتنی مسافت طے کرسکے وہ مسافت، مسافر ہونے میں معتبر ہے، اصل مذہب میں میلوں کے اعتبار سے اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں، یہی ظاہر الروایۃ ہے (کما فی العبارات الأولی) اور عام طور سے فقہاء نے اسی کو ترجیح دی ہے، البتہ فقہاءِ متاخرین حنفیہ نے لوگوں کی سہولت کیلئے مسافتِ بر کی مقدار بیان فرمائی ہے، اور اس میں تین قول معروف ہیں۔

۱— ۲۱ فرسخ
۲— ۱۸ فرسخ
۳— ۱۵ فرسخ

(کما فی العبارۃ الثانیۃ)

پھران اقوال کی روشنی میں ہمارے اکابر نے ۴۸ میل انگریزی پر فتوی دیا ہے، لیکن بحر میں مسافر بننے کیلئے اب تک کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کی گئی، بلکہ متون کے مطابق اسے اپنے تجربہ اور رائے مبتلی بہ پر موقوف کیا ہے، لیکن سلوام کیلئے اس میں دشواری ہے، ملاحوں سے پوچھنا اور خود تجربہ کرنا دونوں ہی آجکل متعذر ہیں، توایسی صورت میں اگر بحری سفر میں مسافتِ قصر کیلئے بھی کوئی مقدار مقرر کردی جائے تو اس میں سلوام کیلئے سہولت ہوگی، اس بارے میں ایک غیر ظاہر

| تاریخ نقل فتاوی | نام و پتہ مستفتی | مضمون سوال وجواب | تبویب | عنوان |
|---|---|---|---|---|

دن تک چلنے کی جو مسافت ہے وہی سمندر میں بھی معتبر ہے، (کما فی العبارۃ الثالثۃ) اگر اس قول کو اختیار کرلیا جائے تو عوام کیلئے اس میں آسانی ہے، ادھر ائمہ ثلاثہ کے یہاں واضح طور پر بر اور بحر (دونوں میں ۴۸ میل ھاشمی کی مقدارِ مسافت، سفرِ شرعی کیلئے مقرر ہے، بوقتِ ضرورت اس پر بھی عمل کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، (کما فی العبارۃ الرابعۃ)

لھذا عوام کی سہولت کیلئے حضرت امام اعظم رح کے قول مذکور کو اختیار کرتے ہوئے اور بحر کی مسافت کو بر کے مطابق قرار دیتے ہوئے ۴۸ میل انگریزی یا ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق ۴۸ میل ھاشمی کے ذریعہ بحر کی مسافتِ قصر کی تحدید کی جاسکتی ہے، حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی رح نے بھی فتاوی محمودیہ میں مسافتِ بحر کے بارے میں ۴۸ میل انگریزی پر فتوی دیا ہے، لھذا اگر کوئی شخص اس تحدید پر عمل کرنا چاہے اور اس کے مطابق سفر کے احکام پر عمل کرلے تو اس کی گنجائش ہے،

واضح رہے کہ ۴۸ میل انگریزی ۷۷،۲۴۸۵ کلومیٹر کے مساوی ہے، اور ۴۸ میل ھاشمی ۸۸،۷۰۴ کلومیٹر کے برابر ہیں۔

اب اگر بر اور بحر کی مقدارِ مسافت یکساں قرار دیتے ہوئے ۴۸ میل انگریزی کو اختیار کیا جائے تو یہ اسہل ہے، اور اگر ائمہ ثلاثہ کے مذھب کو اختیار کرتے ہوئے ۴۸ میل ھاشمی (مطابق ۸۸،۷۰۴) کو اختیار کرلیا جائے تو یہ احوط ہے۔

دلائل ذیل میں ملاحظہ ہوں

(العبارۃ الأولی)

۱۔ جاء فی الھدایۃ: فأما المعتبر فی البحر فما یلحق بحالہ، کما فی الجبل.

وفی العنایۃ: یعتبر السیر فیہ بثلاثۃ أیام ولیالیھا لبعد أن کانت کالبریۃ وبالعادۃ کما فی الجبل، فانہ یعتبر

ثلاثة أيام ولياليها في السير فيه وإن كانت تلك المسافة في السهل تقطع بما دونها. انظر: فتح القدير ٢: ٥، والهندية ١: ١٣٨.

٢- وجاء في رد المحتار: وفي البحر ليعتبر اعتدال الزمن على المفتى به، امداد، فيعتبر في كل ذلك السير المعتاد فيه. وذلك معلوم عند الناس، فيرجع اليهم عند الاشتباه، بدائع.
انظر: رد المحتار ٢: ١٢٣، وكذا البحر الرائق ٢: ٢٥٨.

٣- وفي التاتارخانية: وإن كان السفر سفر بحر فقد اختلف المشايخ أيضاً، والمختار للفتوى أن ينظر إلى السفينة كم تسير في ثلاثة أيام ولياليها حال استواء الزمن، فيجعل ذلك أصلاً.
انظر: الفتاوى التاتارخانية ٢: ٢.

٤- فتاوی محمودیہ ٢: ٢٦٩: "اور دریا میں کشتی کی متوسط رفتار معتبر ہوگی اس مسافت کا اندازہ تقریباً ۴۸ میل ہے"۔

( العبارة الثانية )

في الدر المختار: ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب. قال ابن عابدين" تحت قوله المذهب: لأن المذكور في ظاهر الرواية اعتبار ثلاثة أيام، قال في الهداية: هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشايخ من تقديرها بالفراسخ. ثم اختلفوا فقيل: أحد وعشرون، وقيل: ثمانية عشر، وقيل: خمسة عشر، والفتوى على الثاني لأنه الأوسط. وفي المجتبى: فتوى أئمة خوارزم على الثالث، وجه الصحيح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطرق في السهل والجبل والبر والبحر بخلاف المراحل، بحر.
انظر: رد المحتار ٢: ١٢٣.

( العبارة الثالثة )

ثلاثة أيام في البر وإن أسرع في السير وسار في يومين أو أقل، والمختار للفتوى أن ينظر كم تسير السفينة في ثلاثة أيام وليالیها اذا كانت الرياح مستوية معتدلة فيجعل ذلك هو المقدار لأنه أليق بحاله كما في الجبل. (انظر: ۱: ۲۱۰)

للملا علی قاری

۲- وفي شرح النقاية/ ۱: ۲۸۰: وفي البحر ما سار الفلك إذا اعتدل الريح ..... قال الحاكم الشهيد في جامعه الصغير الفتوى على ذلك وذكر في العيون عن أبي حنيفة أنه يعتبر مسيرة ثلاثة أيام في البر وإن اسرع في السير وسارها في يومين أو أقل.

۳- وفي حاشية جامع الرموز ۱: ۱۷۹: وروى عن أبي حنيفة أنه مقدر بثلاث مراحل ..... ولم يذكر مسيرة السفر في الماء في ظاهر الرواية، وذكر في العيون عن أبي حنيفة أنه اعتبر مسيرة ثلاثة أيام وإن كان في السهل يقطع في أقل منها.

## ( العبارة الرابعة )

۱- في المغني لابن قدامة ۲: ۲۵۵: واذا كانت مسافة سفره ستة عشر فرسخا أو ثمانية واربعين ميلا بالهاشمي فله أن يقصر. واذا كان في سفينة في البحر نحو كالبر إن كانت مسافة سفره تبلغ مسافة القصر أبيح له وإلا فلا سواء قطعها في زمن طويل أو قصير اعتبارا بالمسافة.

۲- وفي شرح المهذب ٤: ۲۱۳: والملاح الذي معه أهله وماله وديدنه السير في البحر والمكاري وغيرهم فلهم القصر إذا بلغ سفرهم مسافة لو قدرت في البر بلغت ثمانية واربعين ميلا هاشمية لكن الأفضل لهم الاتمام نص عليه الشافعي واتفق عليه الاصحاب وبهذا قال مالك وأبو حنيفة وداود وغيرهم إلا أن أبا حنيفة يشترط ثلاثة مراحل.

| نام وپتہ مستفتی | مضمون سوال وجواب | تبویب | عنوان |
|---|---|---|---|

ص ٦

ص ٥

ولو بحر ، والمعنى أن مسافة القصر في البحر أربعة برد كمسافة القصر في البر ولا فرق بينهما وهذا هو المشهور. وفيه : فإن كان السفر في بر وبحر قال في الطراز فإن راعينا المسافة فيهما يعني أربعة برد فلا كلام ، وإن خالفنا فيهما وجب التلفيق."

والله سبحانه أعلم

كتبه العبد كمال الدين الراشدي

دار الافتاء دار العلوم كراتشي

١٤١٨/١/٢٤ھ

الجواب صحيح

احقر محمد تقي عثماني عفي عنه

٢٤-١-١٤١٨ھ

الجواب صحيح

الجواب صحيح

عبد الرؤف غفرله

دار الافتاء دار العلوم كراتشي

٢٤-١-١٤١٨ھ

الجواب صحيح

بنده محمود اشرف غفر الله له

٢٤/١/١٤١٨ھ

الجواب صحيح

محمد عبد المنان عفي عنه

٢٤/١/١٤١٨ھ

الجواب صحيح

سعيد احمد ربانی

١٤

الجواب صحيح

محمد عبد الله عفي عنه

دار الافتاء دار العلوم كراتشي

٢٤-١-١٤١٨ھ